شاہد حسین رزاقی

تاثرات

غلامی کو ختم کرنے اور عورتوں کو انسانی حقوق دینے کے لیے سب سے پہلے موثر اور عملی اقدام اسلام ہی نے کیا لیکن آج بھی جب کہ اسلام کو صحیح طور پر سمجھنے کا رجحان کافی ترقی کر گیا ہے، لوگوں کے ذہن میں یہ غلط خیال بدستور جما ہوا ہے کہ اسلام غلامی کو مٹانے اور عورتوں کو انسانی حقوق دینے کا شدید مخالف ہے۔ تاریخ شاہد ہے کہ اسلام سے پہلے جن قوموں کو عروج حاصل ہوا ان کی پوری تہذیب نظامِ غلامی پر قائم تھی۔ اور وہ اس کو ختم کرنا ناممکن خیال کرتی تھیں۔ لیکن اسلام نے اس ناممکن کو ممکن بنا دیا اور غلامی کے مکمل انسداد کی موثر اور قابلِ عمل تدبیریں اختیار کیں۔ اسی طرح اسلام سے قبل اور اس کے بعد بھی صدیوں تک تمام غیر مسلم معاشروں میں عورت انتہائی پستی کی حالت میں تھی اور ترقی یافتہ قومیں بھی اس کو انسان سمجھنے اور انسانی حقوق دینے پر آمادہ نہ تھیں۔ لیکن اسلام نے عورت کو معاشری، سیاسی، اقتصادی ہر قسم کے حقوق دے کر جنسی مساوات کے قیام کی راہ ہموار کر دی۔ مغرب کی ترقی یافتہ قوموں کو اپنی تہذیب کے دامن سے غلامی اور عورتوں کی محکومی کے داغ مٹانے میں جو کامیابی انیسویں صدی میں ہوئی وہ اسلام نے ساتویں صدی میں ہی حاصل کر لی تھی۔ ان تاریخی حقائق کے پیشِ نظر قدرتی طور پر یہ سوال پیدا ہوتا ہے کہ انسانی معاشرہ کی اصلاح و ترقی میں اسلام کی ان زبردست کامیابیوں کے باوجود اس کو ان معاشری خرابیوں کا ذمہ دار کیوں قرار دیا جاتا ہے جن کو دور کرنے کی موثر عملی تدابیر سب سے پہلے اسلام ہی نے اختیار کیں۔

اس میں شک نہیں کہ اس کا ایک اہم سبب مخالفینِ اسلام کا جذبۂ عداوت ہے جو اسلام اور مسلمانوں کو بدنام کرنے کے لیے سیکڑوں برس سے گمراہ کن پروپیگنڈہ کا محرک ہے۔ لیکن اس سے بھی زیادہ اہم وجہ خود مسلمانوں کا طرزِ عمل ہے۔ جو اسلام پر اس کے مخالفوں کے غلط الزامات کو بھی صحیح ثابت کر دیتا ہے۔ اسلام کے ابتدائی دور میں مسلمانوں نے جو معاشری انقلاب پیدا کر دیا تھا اس کو جاننے والے تو بہت کم ہیں لیکن آج ان کی کیا حالت ہے یہ سب ہی جانتے ہیں۔ ایسے زمانے میں جب کہ غلامی کو مٹانے کی تحریک ساری دنیا میں پوری شدت سے جاری ہو اگر مسلمان غلاموں کی تجارت میں پیش پیش ہوں اور غلامی کے انسداد میں رکاوٹیں پیدا کریں اور جب دنیا بھر میں غلامی کا خاتمہ ہو جائے تب بھی اگر غلامی باقی رہے تو صرف اس ملک میں جس کو عالمِ اسلامی کا روحانی مرکز قرار دیا جاتا ہے تو ظاہر ہے کہ لوگوں کے ذہن

میں قدرتی طور پر یہی خیال بیٹھ جائے گا کہ مسلمان اور اسلام غلامی کو برقرار رکھنے کے حامی ہیں اور اس حقیقت کو تسلیم کرنے میں انتہائی پس و پیش ہو گا کہ غلامی کے انسداد کی موثر اور مناسب تدابیر سب سے پہلے مسلمانوں ہی نے اختیار کی تھیں۔ نئے دور میں غلامی کا ختم ہو جانا لازمی تھا اور کسی ملک میں بھی اس کو برقرار رکھنا ممکن نہ ہو سکا۔ لیکن مسلمانوں کے طرزِ عمل نے اسلام کے بارے میں ایسا غلط اور گمراہ کن خیال پیدا کر دیا جس کو دور کرنا آسان نہیں۔

اب اسی قسم کا غلط طرزِ عمل مسلمانوں نے عورتوں کے بارے میں بھی اختیار کر رکھا ہے جو اس زمانے کا اہم ترین معاشرتی مسئلہ ہے۔ اسلام نے عورتوں کو اس قدر حقوق دیئے ہیں کہ اگر مرد ان کو غصب نہ کر لیتے تو مسلم معاشروں میں عورت کا مرتبہ ترقی یافتہ مغربی ممالک میں عورتوں کے معاشرتی مرتبے سے کمتر نہ ہوتا۔ لیکن اسلام نے عورتوں کو جو حقوق دیئے وہ خود مسلمانوں نے ان سے چھین لیے اور ان کو ہر طرح محکوم و مظلوم بنا کر مطمئن ہو گئے۔ چونکہ تنگ نظر مسلمان اسلام ہی کا نام لے کر عورتوں کو ان کے جائز حقوق سے محروم رکھتے ہیں اور اس غلط طرزِ عمل پر اصرار کرنا اپنا دینی فرض بھی سمجھتے ہیں اس لیے قدرتی طور پر اسلام کے بارے میں غلط فہمی پیدا ہو جاتی ہے اور جن معاشرتی بے انصافیوں اور حق تلفیوں کو ختم کر دینا اسلام کا قابلِ قدر کارنامہ ہے ان ہی کو باقی رکھنے اور ان کی حمایت کرنے کا الٹا الزام خود اسلام ہی پر عائد کر دیا جاتا ہے۔ مسلمانوں کے اس طرزِ عمل نے ایک طرف تو حق و انصاف کے حامیوں کو اسلام سے بدظن کر دیا ہے اور دوسری طرف مسلمان قوموں کی ترقی کی راہ میں شدید رکاوٹیں پیدا ہو گئی ہیں۔ زندگی کے ہر شعبہ میں مسلمان عورت کی حالت پست ہے اور جو قوم اپنی نصف آبادی کو جس کی آغوش میں ساری قوم کی پرورش ہوتی ہے انسانی حقوق اور ترقی کے تمام مواقع سے محروم کر دے وہ کبھی ترقی یافتہ قوم نہیں بن سکتی۔

اسلام نے معاشرہ کا ایک ترقی پذیر اور انقلاب آفریں تصور پیش کیا ہے لیکن اس تصور کو جب عملی شکل دینے کی کوشش کی جاتی ہے تو مسلم معاشرہ کے رجعت پسند اور جمود پرست عناصر کامیابی کی راہ میں شدید مشکلات پیدا کر دیتے ہیں۔ چنانچہ مسلمان عورتوں کی زبوں حالی بھی اسی طرزِ عمل کا نتیجہ ہے۔ یہ لوگ عورتوں کو ان کے وہ جائز حقوق تک دینے کے مخالف ہیں جو اسلام نے عطا کیے ہیں اور معاشرتی اصلاحات کے نفاذ میں طرح طرح کی رکاوٹیں پیدا کرتے ہیں۔ یہ روش دین اور ملت دونوں کے لیے نقصان رساں ہے۔ یہ بات تو یقینی معلوم ہوتی ہے کہ زمانے کے تقاضوں نے جس طرح غلامی کو ختم کر دیا اسی طرح عورتوں کی محکومی اور حق تلفی کا بھی خاتمہ ہو جائے گا لیکن جمود پسند طبقہ اسلام کا نام لے کر خود اسلامی تعلیمات کے نفاذ میں جو رکاوٹیں پیدا کر رہا ہے وہ اسلام کی بدنامی کے علاوہ اسلامی اصولوں کے مطابق ایک ترقی پذیر معاشرہ کے قیام میں ناکامی کی بھی ذمہ دار ہیں۔